ریاضُ القدس

مؤلفہ:

آقائی صدرالدین قزوینی

ولی العصر ٹرسٹ

ریاض القدس

جلد اول

ریاض القدس

جلد اوّل

مؤلف

آقائی صدرالدین واعظ القزوینی

مترجم

مولانا سیّد ظلِّ حسنین زیدی سرسوی مرحوم

پیش کش

سیّد محمد شبّر عباس بخاری مرحوم

ناشر

ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جھنگ

انتساب

میں اپنی اس محنت کو اس امّ السّادات کے نام سے منسوب کرتا ہوں جن کے تسبیح گزار ہاتھ چکی پیستے پیستے رنگین ہو جاتے تھے اور جس کی خاموش آہوں سے آج بھی عرشِ الٰہی لرز لرز جاتا ہے۔

مجھے امید ہے کہ رسول اعظم کی اکلوتی بیٹی میری اس پیشکش کو دامن قبولیت میں جگہ عنایت فرمائیں گے۔

نام کتاب —— ریاض القدس جلد اوّل
طابع —— سیّد محمد شبیر عباس بخاری
سال طبع —— جون ۱۹۸۹ء
بار اوّل —— ایک ہزار
بار دوم —— جون ۱۹۹۳ء
ناشر —— ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جھنگ
مطبع —— ٹیک پرنٹرز لاہور
بار سوم —— جون ۱۹۹۷ء
تعداد —— ۲۵۰

—— اسٹاکسٹ ——

۱۔ ۹ے شیر شاہ بلاک۔ نیو گارڈن ٹاؤن لاہور
۲۔ افتخار بک ڈپو۔ اسلام پورہ۔ لاہور
۳۔ مکتبہ ولی العصر۔ ایچ بلاک۔ ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

امام حسینؑ کے خیموں سے العطش العطش کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ اور آواز العطش حسینؑ کے اصحاب کے کانوں تک پہنچ رہی تھیں۔ جناب سکینہ خاتون کے پاس تمام بچے خالی کوزہ لیے ہوئے جمع ہو رہے تھے اور ادھر لشکر حق میں اصحاب حسین علیہ السلام کا یہ عالم تھا کہ ایک صحابی دوسرے صحابی سے پہلے جام شہادت پینے کے لیے بے چین تھا ہر ایک صحابی امام حسین علیہ السلام سے اجازت میدان کارزار مانگتا سلام آخر کرتا امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وعليك السلام ونحن خلفك ۔ تم پر بھی میرا سلام ہو۔ اور میں تمہارے پاس پہنچنے والا ہوں۔

بُریر بن خضیر ہمدانیؒ کی شہادت

جان نثاران امام حسینؑ علیہ السلام میں سے بریر بن خضیر ہمدانی بھی ایک خاص درجہ رکھتے ہیں۔ آپ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں آئے بعد سلام عرض کیا اے فرزند رسول خدا اب زندگی بے کیف معلوم ہوتی ہے اذن جہاد دیجیئے۔ آپ نے اذن جہاد دیا اور فرمایا میرے نانا رسول خدا اور میرے بابا علیؑ کو میرا سلام کہنا۔ آپ میدان کارزار میں آئے۔ لیکن کتب مقاتل میں یہ نہیں پایا جاتا کہ آپ پیادہ تھے یا گھوڑے پر سوار تھے۔ فرمایا انا بريربن خضير۔ کہ میں بریر ہوں اور میرے والد خضیر ہیں۔ میں ہنگام جنگ شیر پر ہوں۔ اور دشمن میرے ہاتھ سے بچ کر نہیں جا سکتا۔ آپ نے حملہ شروع کیا اور جنگ میں ہمہ تن مشغول ہو گئے۔ جب فوج اعداء نے بھاگنا شروع

کیا تو فرمایا اے قوم بے حیا۔ اے مومنوں کے قاتلو کیوں بھاگتے ہو۔ اس اثناء میں ایک جس کا نام یزید بن معقل تھا لشکر اعداء سے آپ کے مقابلہ کے لیے نکلا۔ اس نے بریر سے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم گمراہوں میں سے ہو آپ نے فرمایا کہ تو فاسق و فاجر ہے اور فاسق کی گواہی قابل قبول نہیں ہے۔ اور آپ نے فرمایا کہ اگر تو فاسق نہیں ہے تو مجھ سے مباہلہ کرنا کہ اسی میدان کارزار میں دنیا حق و باطل کو پہچان لے اور باطل کے لیے فنا لازمی ہے۔ وہ بدعقل راضی ہو گیا اور اس نے اپنی تلوار جناب بریر بن خضیر ہمدانی کے حوالہ کر دی اور خود وہ کافر بے تلوار ہو گیا۔ یہاں تک کہ جنگ کی نوبت آگئی۔ بریرؓ نے تلوار بلند کی اور آپ نے اس ملعون پر ایک ایسی ضرب لگائی کہ تلوار خود کو قطع کرتی ہوئی اس کے دماغ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور اس کے بعد بُریر خدمت امام عالیمقام میں آئے۔ اور عرض کیا کہ میں صرف زیارت آخر کے لیے آیا ہوں حضرت امام حسینؑ نے ان کو بہشت بریں کی خوشخبری دی۔ پھر وہ میدان کارزار میں گئے۔ کافروں کو قتل کیا مگر پیاسے تھے۔ زخمی بھی ہو گئے تھے قوت جواب دے چکی تھی کہ جام شہادت نوش کیا۔ آپ کے قاتل کا نام بحیر بن اوس تھا۔

حالات وہب بن عبداللہ بن حباب کلبیؒ

حضرت امام حسین علیہ السلام کے اصحاب و انصار میں ایک شخص وہب بن عبداللہ بن حباب قلبی ہیں۔ آپ کے حالات میں ہے کہ وہب جوان رعنا، نیک خو، صورت و سیرت میں بے مثال تھے ان کو دیکھ کر یہ محسوس ہوتا تھا کہ نقاش قدرت نے ان کو احسن تقویم میں جب بنایا تو اوصاف حمیدہ

انسانی کے نقوش نمایاں کردے۔ ان کا چہرہ مثل قمر مدوّر تھا یعنی گول تھا۔ بال گھونگر والے شیر کی طرح تھے۔ طبیعت سخت تھی جس سے دشمن ہراسان رہتا تھا۔ ان کے جمالیات نمایاں اور ان کے چہرہ سے کمال مصور فطرت ظاہر ہوتا تھا۔ ہم سابق میں تحریر کر چکے ہیں کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے کربلا کی طرف آتے ہوئے منزل ثعلبیہ وہب بن عبداللہ کلبی کے خیموں کو عبور کیا۔ تو اس وقت وہاں پانی کا نام ونشان نہ تھا۔ آپ چونکہ با علم امامت آگہی تھی کہ رئیس خیمہ وہب نامی میرے ناصروں میں سے ہے اور اس کا نام محضر شہداء میں درج ہے پس امام عالیمقام نے وہاں باعجاز امامت ایک چشمۂ آب جاری کیا اس وقت وہب صحرا میں کسی طرف گئے تھے۔ ان کی اوالدہ ماجدہ موجود تھیں۔ امام حسینؑ چشمہ آب جاری کر کے تشریف لے گئے۔ حسینی قافلہ کربلا کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ وقت آیا کہ وہب صحرا سے اپنے خیمہ میں واپس آئے تو دیکھا کہ چشمہ آب جاری ہے۔ حیران ہو گئے ماں سے کہا اے مادر گرامی یہ چشمہ کہاں سے آیا۔ اس نے کہا وہب ایک بزرگ ہستی یعنی امام عالم کائنات کا قافلہ گزرا جب امام عالیمقام کا ادھر ہمارے خیموں کے نزدیک سے گزرا ہوا تو فرمایا کہ اس خیمہ کا رہنے والا وہب ہمارا ناصر و مددگار ہے۔ اور لوح محفوظ ہیں۔ اس کا نام ہمارے ان ناصروں میں درج ہے کہ جو جام شہادت نوش کریں ہماری اور وہب کی ملاقات کربلا میں ہو گی یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ اور چشمۂ آب جاری فرما گئے ماں کی یہ باتیں سن کر وہب کے دل میں نور ایمان پیدا ہوا اور محبت فرزند رسول خدا موج زن ہوں ماں کی یہ باتیں سن کر وہب کے دل میں نور ایمان پیدا ہوا اور خیمہ اکھاڑو۔ خیمہ اکھاڑ گیا اور وہب نے بھی کربلا

کا سفر اختیار کیا۔ وارد کربلا ہوا خیمہ نصب کیا اور خدمت امام حسین علیہ السلام میں حاضر ہوا کہ چشمہ آب نے اس کو پہلے ہی سے پاک کر دیا تھا۔ یہاں پہنچ کر مومن ہوا۔

روایت ہے کہ وہب بن عبداللہ بن جاب کلبی کی شادی کچھ دنوں پہلے ہوئی تھی اور وہ صحرا کی سیر و سیاحت اور شکار وغیرہ کے لیے خیمہ زن تھے اور ان کی ماں کہ جس کا نام قمر تھا ہمراہ تھیں اور اس کی زوجہ بھی ہمراہ تھی۔ وارد کربلا ہونے کے بعد جب امام حسینؑ اور ان کے اہل حرم اور رفقاء پر پانی بند ہو گیا تو وہب دشمنان آل محمد کے اس رویہ کا خموشی سے مشاہدہ کر رہے تھے کہ روز عاشور گذشتہ شب سے صبح تک بچوں کی آواز العطش العطش ان کے کانوں میں پہنچ رہی تھی اور اس کے علاوہ امام حسین علیہ السلام کی آواز استغاثہ بھی وہ سن رہا تھا اور بار بار سوچ رہا تھا۔ کہ یہی وہ خیر نصرت ہے کہ جو چشمہ آب جاری کرتے ہوئے دی تھی۔ پریشان ہو گیا۔ خیمہ میں جا کر مادر گرامی اور اپنی زوجہ دونوں سے خطاب کیا تم حسین ابن علیؑ کو آواز استغاثہ نہیں سن رہی ہو ماں کہنے لگی کہ بیٹا آواز بھی ہم سن رہے ہیں اور بچوں کی آواز العطش دل و جگر کے پار ہو رہی ہے امام حسین پر عجب مصیبت کا وقت ہے۔ وہب کہنے لگے کہ اے مادر گرامی میں تو نصرت حسینؑ کے لیے رتیار ہوں۔ لیکن مجھے تمہارا حسینؑ کے لیے تیار ہوں لیکن مجھے تمہارا اور اس رفیقہ حیات کا خیال آتا ہے کہ میرے بعد نہ صرف کوئی مددگار ہو گا اور نہ تمہاری خبر لینے والا ہو گا۔ مادر وہب سمجھ گئی کہ ایسا نہ ہو کہ ہماری محبت اسے شرف شہادت سے محروم رکھے دونوں نے کہا اے وہب تم جاؤ اور حسینؑ کے دشمنوں کو قتل کرو شوق سے

جام شہادت پیئو۔ زوجہ کہنے لگی کہ اے میرے تاجدار اے وہب میں ایک شرط کے ساتھ تمہیں اجازت دیتی ہوں کہ تم شہید ہو اور میرا سہاگ لٹ جائے لیکن وہ شرط یہ ہے کہ امام حسینؑ کی خدمت میں پہنچو میرا ان کو سلام کہنا اور عرض کرنا کہ جب وہب روز قیامت محشور ہوں تو ان کا بازو میرے ہاتھ میں ہو اور وہ میرے بغیر داخل بہشت نہ ہوں میں ان کی کنیز ہوں۔ وہب یہ سن کر خوش ہوئے اور زوجہ کے ساتھ خدمت امام حسینؑ میں آئے۔ زوجہ نے جو کچھ کیا تھا وہ عرض کیا امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہوگا کہ تمہاری زوجہ تمہارے بہشت میں داخل ہوگی۔ اس نے یہ بھی خدمت امام حسین میں عرض کیا کہ مجھے اپنی بہن زینب خاتون کی خدمت پر مامور کر دیجئے تاکہ دشمنوں کے شر سے بچ سکوں وا حسرتا زوجہ وہب کو یہ معلوم نہ تھا کہ زینبؑ کی قدر و منزلت زینبؑ کے بھائیوں تک ہے۔ لیکن جب زینبؑ کے سب بھائی مارے گئے۔ حسینؑ کا سر نیزہ پر بلند ہو گیا۔ تو یہی زینب تھیں۔ سر کھلا ہوا تھا اعدائے دین خیمے لوٹ رہے تھے۔ اہل حرم کے سروں سے چادریں چھین لی گئی تھیں۔ کون تھا کہ جو زینبؑ کی فریاد کو پہنچا۔

وہب بن عبد اللہ کلبی اور آپ کی زوجہ کی شہادت

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا کہ جناب وہب نے اپنی زوجہ کو اپنے ساتھ لے کر داخل بہشت ہونے کا یا اذن امام حسین علیہ اقرار کر لیا تو وہ مت خوش ہوئی۔ وہب کی ماں اور آپ کی زوجہ دونوں نے اجازت دی کہ نصرت امام

حسینؑ کرو۔ وہب اپنے خیمہ میں گئے اور اسلحۂ جنگ زیب تن کئے میدان کارزار میں پہنچنے سے پہلے خدمت امام حسینؑ میں حاضر ہوئے اور سلام بجا لائے شرف قدم بوسی حاصل کیا اور اذن جہاد لے کر لشکر اعدائے روانہ ہوئے اور بمطابق دستور رجز پڑھا۔ اِن تنکرو نی فابن الکلب، عبد الزراعین شدید الضرب انا غلام واثق بالرب، لاریب الموت بذات الحرب، افوز بالجنۃ یوم الکرب کہ میں امام حسینؑ کے دشمنوں کو کاٹنے والوں کی خاک پاء ہوں۔ اور میں وہب ہوں عبد اللہ نزار کا شیر ہوں اور رائے میں آہن سخت ہوں یعنی دشمن دین کے لیے تلوار ہوں۔ دشمن کی کثرت کی مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میں جنگ کے انجام کار یعنی موت سے نہیں ڈرتا۔ دشمن کے لیے کی مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میں جنگ کے انجام کار یعنی موت سے نہیں ڈرتا۔ دشمن کے لیے میری حرب و ضرب سخت ہے یہ کہہ کر آپ نے حملہ شروع اور لشکر عمر بن سعد میں جس جس جگہ گروہ در گروہ لوگ موجود تھے۔ ان پر حملہ کر کے پسپا کر دیا سب منتشر ہو گئے۔ اور سب سپاہ اعداء سے چالیس ملعون واصل جہنم کئے۔ بعدہ ماں کی خدمت میں حاضر ہوئے زوجہ کو بھی دیکھا کہ وہ خیمہ میں ایک طرف بیٹھی ہوئی ہے پریشان حال ہے مادر گرامی سے عرض کیا کہ آپ مجھ سے راضی ہیں ماں نے کہا بیٹا تم خوب حق نصرت امام حسین علیہ السلام ادا کیا۔ ابھی ماں سے باتیں ہو رہی تھیں کہ زوجہ کی بھرائی ہوئی آواز گوش زد ہوئی اس نے کہا وہب مجھے اپنی مادر گرامی کی سپرد کرتے جاؤ۔ تمہارے بعد میرا کون ہے میں بیکسی کی حالت میں آپ کی مادر گرامی کے ساتھ زندگی گزار دوں گی تم نصرت امام علیہ السلام کے لیے جاؤ۔ دیر مت کرو۔ وہب

نے زوجہ کو اپنی ماں کی سپرد کیا اور پھر میدان قتال میں گئے۔ پھر آپ نے رجز
پڑھا کہ حسینؑ میرے امیر ہیں اور سب سے اچھے امیر ہیں۔ رجز سن کر فوج
مخالف سے محکم بن طفیل ملعون نکلا۔ گھوڑے پر سوار۔ تن و توش میں منفرد
ابھی وہ آپ تک پہنچا بھی نہ تھا۔ کہ وہب نے جھپٹ کر اس پر نیزہ سے
حملہ کیا اور وہ اس نیزہ کا شکار ہوگا داخل جہنم ہوا آپ کی شجاعت کی دھاک
بیٹھ گئی اور آپ نے اس مختصر سے وقت میں لشکر عمر ابن سعد کے چھتیس[۳۶] آدمی
قتل کیے۔ عمر بن سعد بدکردار نے جب یہ حالت دیکھی تو اپنی فوج لعنت ملامت
کی۔ اور ہزاروں کوفی و شامی ان کے مقابلہ میں حملے کے لیے۔ بھیج دیئے۔
ادھر ہزاروں کوفی اور ادھر تنہا وہب کلبی، ابو مخنف کہتے ہیں کہ آپ پر
چاروں طرف سے تیر برسنے لگے۔ کوئی تلوار مار رہا تھا کوئی نیزہ سے وار کر رہا
تھا۔ یہاں تک کہ آپ کے جسم پر ستر زخم لگے۔ آپ کے گھوڑے پر اس قدر
تیر پیوست تھے جیسے ساہی کے جسم پر کانٹے ہوں۔ ایک ملعون نے کمین گاہ
سے آپ کے گھوڑے کے چاروں ہاتھ پیر کاٹ ڈالے وہب زمین پر گرے
کتاب بحار اور کتاب اللہوف میں ہے کہ واخذت مراتہ عمودًا واقبلت
نحوہ۔ یعنی جب وہب کو ان کی زوجہ نے اس حال میں دیکھا تو اس نے
خیمہ سے نکل کر گرز اٹھایا۔ اور وہب کی طرف گئی جب اس حالت میں دیکھا
تو اس کی نگاہ میں دنیا تاریک ہوگی۔ گرز سے دشمنوں کو ہٹانے لگی کسی طرح
وہب کے پاس سے جدا ہونا پسند نہ کرتی تھی۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔
ارجعی رحمك الله۔ اے زوجہ وہب واپس آجا خدا تجھ پر رحمت نازل
کرے۔ وہ خیمہ میں مادر وہب کے پاس آگئی۔ اس کے واپس ہونے پر وہب

کو سکون آیا۔
بروایت شیخ صدوق علیہ الرحمۃ (کتاب امالی) کہ اس نے کسی جگہ سے عمود
اٹھایا۔ اور لشکر اعداء پر حملہ کیا۔ بہت اسپ اور آدمی گرز مار مار کر گرائے
اور ادھر وہب زخمی حالت میں پڑے ہوئے تھے کہ ایک ملعون نے آپ
کا دست راست قلم کیا اور دوسرے ملعون نے دست چپ کاٹ دیا۔
اس وقت کوفیوں نے خوشی میں ایک نعرہ لگایا۔ اور وہب پر فقرے چست
کیے کہ اے وہب تو نیا شادی شدہ جوان تھا تیری عروس کیا ہوئی۔ عزادارو
حضرت ابو الفضل العباسؑ کے شانے بھی قلم ہوئے تھے جب وہب
کے ہاتھ قلم ہو گئے۔ عمر بن سعد ملعون نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہب کا سر قلم
کرو۔ کوفی لوگ وہب کا سر کاٹنے آگے بڑھے۔ خیمہ سے اس کی ماں اور اس
کی زوجہ دونوں دیکھ رہے تھے۔ وہب کی زوجہ سے نہ رہا گیا۔ شوہر کا سر قلم
ہوتے ہوئے دیکھ کر وہ خیمہ سے با سراسیمہ نکلی وہب کے نزدیک پہنچی سر
جدا ہو چکا تھا۔ سینہ پر گری۔ جب شمر ملعون نے یہ دیکھا کہ وہب کی زوجہ وہب
کی لاش پر گریہ کر رہی ہے اس ملعون نے اپنے ایک غلام کو حکم دیا کہ گرز
سے اس عروس کو ہلاک کر دے۔ اس ظالم نے اس مخدرہ کے سر پر گرز مارا۔ وہ
تڑپنے لگی اور روح جنت اعلیٰ کو پرواز کر گئی۔ بعدہ مادر وہب لاشہ پر
آئی اور وہب کا سر بریدہ اٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا۔ اور پھر لشکر عمر
بن سعد کی طرف مخاطب ہوئیں اور کہا میں گواہی دیتی ہوں۔ تم سے گروہ یہود
و نصاریٰ بہتر ہیں کہ انہوں نے اپنے پیغمبر کی اولاد کو قتل نہیں کیا اور تم اپنے
رسولؐ کی اولاد کو تہ تیغ کر رہے ہو وائے ہو تم پر۔ ابی مخنف لکھتے ہیں کہ

یہ کہہ کر وہ ضعیفہ اپنے خیمہ میں واپس آئی۔ مگر کون تھا کہ جو خیمہ میں رہتا وہب تو مقتل میں سو رہے تھے۔ عروس نو۔ لاشِ وہب پر خون آلودہ ہاتھ مانگ میں خاک بھری ہوئی۔ روزِ محشر ملاقات کے انتظار میں موت کی نیند سو رہی تھی۔ جب مادرِ وہب خیمہ میں واپس آئیں خیمہ گرا دیا۔ طناب خیمہ کاٹ دیں امام حسین علیہ السلام نے اس کو تلقین صبر کی اور اس کو حضرت زینب خاتون کی سپرد کر دیا۔

الالعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

حضرت امام حسین علیہ السلام کے چند اصحاب کی شہادت

روضۃ الشہداء میں ہے کہ جب وہب بن عبداللہ کلبی شہید ہو گئے تو ان کے بعد سب سے پہلے اصحاب امام حسین علیہ السلام میں سے عمرو بن خالد آگے بڑھے اور حضرت امام حسینؑ سے عرض کیا کہ کوئی مولیٰ اب زندگی بے کیف ہے۔ ساتھی قتل ہو رہے ہیں اذن جہاد طلب کیا امام عالیمقام نے اجازت جہاد دی۔ یہ مرد بلند و بالا۔ زاہد و متقی تھے اور عبادت میں شہرہ آفاق تھے۔ اہلبیت طاہرین کے خاص غلاموں میں سے تھے تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے میدان کارزار میں آئے رجز پڑھا۔ الیوم یا نفس الی الرحمٰن۔ یعنی اے جان عزیز رحمان کی طرف چل۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صحابی حسینؑ موت سے نہیں ڈرتا تھا۔ معرکہ میں شیر شجاعت تھا جماعت لشکر پر حملہ شروع کیا۔ لوگ بھاگنے لگے۔ اکثر ملعونوں کو واصل جہنم کیا اور گروہ عمر بن

سعد نے اپنے گھیرے میں لے لیا زخمی ہوئے گھوڑے گرے اور راہی جنت الفردوس ہوئے۔ پھر ان کے بعد ان کا فرزند خالد بن عمر بن خالد معرکۂ قتال میں آیا کہ نصرت امام حسین میں جہاد کرے بڑے ہمہمہ کے ساتھ رجز پڑھا۔ مقاتلہ کیا اور زمین مقتل منافقوں کے خون سے بھر دی۔ آخر کار خود بھی زخمی ہوئے اور اور شہادت پائی۔ اس شہید راہ خدا کے بعد ابن حنظلہ تمیمی نے امام عالیمقام سے اذن جہاد طلب کیا۔ اور میدان جنگ میں آئے شمشیر صاعقہ دار ہاتھ میں۔ زبان پر رجز اور دل میں جذبہ شہادت کے ساتھ مقاتلہ کیا۔ رجز پڑھتے جاتے تھے اور حملہ کرتے جاتے تھے کہ ایک دشمن دین نے کمین گاہ سے آپ پر حملہ کیا گھوڑے سے زمین پر گرے ملعون نے تیر و تلوار برسانے شروع کر دیے اور آپ کی روح جنت اعلیٰ کو پرواز کر گئی۔ بعدہ عمیر بن عبداللہ المذحجی امام عالیمقام کی خدمت میں حاضر ہوئے امام کی رکاب کو بوسہ دیا اور اذن جہاد حاصل کیا میدان میں پہنچے اور شیرانہ ارجز پڑھا۔ مصروف جہاد ہوئے کہ لشکر عمر بن سعد نے دو شخص سے نکلے ایک کا نام مسلم دوسرے کا نام عبداللہ تھا۔ گویا مسلم نامسلمان اور عبداللہ، عبدالشیطان تھا۔ یہ دونوں ملعون کسی جگہ چھپے کھڑے تھے کہ انہوں نے عمیر بن عبداللہ پر حملہ کیا۔ آپ زخمی ہوئے اور گھوڑے سے گر کر راہی جنت ہوئے یاوروانصار کی موت دل پر سخت گزرتی ہے۔ جب امام حسین علیہ السلام کو یہ خبر پہنچی کہ مولیٰ اب فلاں مددگار قتل ہو گیا اصحاب فلاں مددگار مارا گیا تو آپ آہ سرد بھرتے جگر پسر فاطمہؑ دوستوں کی جدائی میں کباب ہو گیا تھا۔

امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام جب جنگ صفین میں تھے اور آپ کی جب کسی صحابی اور ناصر کے قتل ہونے کی خبر ملتی۔ تو رنج ہوتا تھا جب چند